سید اکرام الحق جاوید

جمالی ''مزاری'' نہ بنیں!

جس طرح ہر صوبے کی اپنی اسمبلی، اپنا گورنر، اپنا گورنر ہاؤس اور اپنا سیکرٹریٹ ہوتا ہے بالکل اسی طرح ہر صوبے کا اپنا اپنا ''بابا'' بھی ہوتا ہے۔ لاہور میں حضرت علی ہجویری، سندھ میں سیہون کے شہباز قلندر آزاد کشمیر میں کھڑی شریف، سرحد میں اور بلوچستان میں بھی ضرورت کے مطابق بہت سے بابے موجود ہیں۔ سٹاک ایکسچینج کے طور پر ملتان خام مال مہیا کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ شہر ''مدینۃ الأولیاء'' کہلاتا ہے۔ رہ گیا وفاق.... تو وفاق بذات خود ایک اکائی ہے۔ چنانچہ شاہ عبداللطیف المعروف بری امام کا کام چلاتے ہیں۔ وہ صوبوں کے لوگوں کے بھی کام آتے ہیں تاہم ان پر زیادہ حق وفاق والوں کا ہے۔ اس کے باوجود بہت سے گستاخ وزیراعظم جن میں میاں نواز شریف، بے نظیر بھٹو اور نگران وزیراعظم غلام مصطفیٰ جتوئی شامل ہیں۔ صوبہ سرحد کے ''بابا دھنکا'' سے ڈانگیں کھانے ہزارہ چلے جاتے ہیں۔ درحقیقت ایسا کرکے انہوں نے وفاق اور وفاقیت دونوں کا نقصان کیا۔ لوگ کیا سمجھیں گے کہ ''بری امام'' ان وزرائے اعظم کے ساتھ ڈانگ سوٹا نہیں کر سکتے تھے۔ اس کا مطلب تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گھر کا پیر ہولا ہوتا ہے۔ لیکن نئے منتخب وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی نے ایک بار پھر سابقہ اعتماد کو بحال کیا۔ بالکل اسی طرح کہ جس طرح سپریم کورٹ نے نواز شریف والی قومی اسمبلی بحال کی تھی کہ اسلام آباد انہی کے سر پر چل رہا ہے۔ جمالی صاحب نے عرس کی تقریبات میں شرکت کی۔ چیف گیسٹ نے اپنے خطاب میں اہل قبر کے بارے میں وہ کچھ کہہ دیا جو قبوری کہا کرتے ہیں۔

مزاروں پر جانے والے وزیراعظم، وزراء اور بڑی شخصیات یہ نہیں سمجھتیں کہ ان کے وہاں جانے سے نہ صرف یہ کہ مشرکوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے بلکہ اس سے کھل کر یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ جو بڑے بڑے عہدوں پر متمکن قابل، ذہین اور عالمی شہرت کے مالک افراد ہیں۔ ان کی وجہ شہرت، عزت و توقیر اور منصب جاہ وحشمت یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ ان ''بابوں'' کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ

جمہوریت، انتخابات اور اقتدار ایک مسلسل اور تقویمی عمل ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا کیا عمل دخل ہو سکتا ہے۔وہ کہ جس نے علی ہجویری کے آستانے کو وسیع کیا، مزار کو لمبا چوڑا قطعہ اراضی عطا کیا۔وہ آج خود اس کے آستانے اور دربار سے محروم ہو چکا ہے۔جدہ چلے جانا تو کوئی کمال نہیں، یہ مسلمانیت کی علامت تو نہیں، جدہ کے اردگرد تو یہودی، عیسائی اور خود امریکی بھی آباد ہیں۔مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے یہاں رہ کر کیا کیا؟ حضرت علی ہجویری کو خوش کیا؟ اسے خوشی اسی طرح ہی راس آئی کہ اس نے اپنے مرید کو نظروں سے دور ہی نہیں، سات سمندر پار ملک بدر کروا دیا۔اگر یہ حشر، یہ انعام ایک مرنے والا، ایک زندہ کو دے سکتا ہے تو ان کا انجام کیا ہوگا جنہوں نے کبھی دربار کیلئے ایک کلو سیمنٹ نہیں دیا۔ایک اینٹ نہیں لگائی.... غالباً اہل نظر اس کو شرک کی سزا ہی قرار دیں گے کہ اللہ نے انہیں شرک والے سے دور کر کے بھی تڑپائے رکھا ہے۔

کیا میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور وڈے میاں صاحب (اباجی حضور) نے مکہ معظمہ اور مدینہ منور میں رہ کر شرک سے توبہ کر لی ہے؟ کیا ایسا ہوگا کہ جب یہ میاں حضرات واپس وطن لوٹیں تو یہ علی ہجویری کی قبر پر سلامی دینے نہیں جائیں گے۔اللہ ہی توفیق دے تو شرک سے بچا جا سکتا ہے ورنہ یہ ساری عمر بھی خانہ کعبہ کے اندر جا کر جھاڑو لگاتے رہیں ....توبہ کا معاملہ اس سے مختلف ہوتا ہے۔

وزیر اعظم میر ظفر اللہ خان جمالی ... بظاہر ایک متوکل علی اللہ اور دیندار دکھائی دیتے ہیں لیکن دلوں کے بھید تو اللہ ہی جانتا ہے۔ہم بھی عجیب لوگ ہیں۔ڈاڑھی، شلوار قمیض، شیروانی اور ٹوپی دیکھ کر ہم یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ بندہ مومن ہے۔لیکن یہ شکل و شباہت، یہ انداز لباس و خراش تو علاقائی بھی ہو سکتا ہے۔درحقیقت یہ تمام لوگ مزاروں پر جا کر آئین پاکستان کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔آئین کی پہلی شق ہی یہ ہے کہ پاکستان کا آئین کتاب وسنت پر مشتمل ہوگا۔سچی بات تو یہ ہے کہ پاکستان بنا ہی لا إله إلا اللــــه کے نام پر ہے۔جس کی ضمانت کتاب وسنت ہی فراہم کرتا ہے اور یہی کتاب وسنت پاکستان کی اسلامی مملکت کی علامت ہے۔کتاب وسنت میں کہیں شرک و بدعت کی گنجائش نہیں ہے اور یہ صاحبان وہاں جا جا کر وہ کچھ کرتے ہیں جو کتاب وسنت میں نہیں ہے۔آئین کی خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانون موجود ہے لیکن یہ ''مزاری'' اور یہ قبوری کبھی قانون کی زد میں آتے نہیں ہیں۔آخر وہ قانون حرکت میں کب آئے گا کہ جو ان کو پکڑ سکے اور اپنی گرفت میں لے سکے؟

وزیر اعظم کے پروٹوکول میں وزراء کو اور وزراء کی خوشنودی کیلئے سیکرٹریوں کو بھی مزاروں پر جانا پڑتا ہے۔یہ مجبوریاں ختم ہونی چاہئیں۔ان وزراء کو مساجد میں جانے کی توفیق کم ہی ہوتی ہے۔اللہ کے گھر

جاتے ہوئے شرماتے ہیں اور جن کو گھر والوں نے اٹھا کر باہر جا کر قبرستان میں دفن کر دیا ان کے پاس جاتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔

شرک کرنا ایک گناہ اور آئین پاکستان کے مطابق جرم ہے۔ یہ ایک فرقہ ہے جو شرک کرتا ہے اور اس طرح شرک کرنے والے ایک فرقہ ہیں جو فرقہ واریت کو جنم دے رہے ہیں۔ یہ سارے وزراء، یہ حکومتی کارندے، یہ اہم منصبوں پر بیٹھے ہوئے بے دین اور کمزور ایمان کے مالک لوگ دراصل فرقہ واریت کا حصہ ہیں اور فرقہ واریت کے خلاف موجودہ حکومت کا پلان کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ لہٰذا وزیر اعظم کو اپنی دو رنگی چھوڑ دینی چاہئے۔ ان تمام اجتماعات میں شرکت کو روک دینا چاہئے کہ جن میں فرقہ واریت کو ہوا ملتی ہے۔ ان مرنے والوں کا پاکستان کے قیام، پاکستان کے وجود اور پاکستان کے استحکام سے کوئی تعلق نہیں، دور کا واسطہ نہیں، یہ تمام لوگ آسودۂ خاک ہیں۔ اپنے رب کے پاس پہنچ گئے ہیں اور اب یہ ہمارے زندہ لوگوں کی دعاؤں کے محتاج ہیں، ہم زندہ لوگ ان کے محتاج نہیں۔

مزاروں پر پھول چڑھا کر یہ لوگ ہم ایسے کروڑوں عوام کے دلوں پر زخم کاری کرتے ہیں۔ انہیں یہ کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے منصب سے فائدہ اٹھا کر ہماری دل شکنی کریں۔ اس ملک کا ہر فرد توحید کی دولت اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہے۔ یہ دولت ہر مسلمان کا سرمایہ ہے۔ حکومت کے کار پردازان کو چاہئے کہ وہ شرک کے ہم نوالہ نہ بنیں بلکہ وہ ملک میں توحید وسنت کے کاز کو فروغ دیں۔ جمالی ''مزاری'' نہ بنیں۔ ان کو اقتدار اللہ نے دیا ہے۔ ان کی اس عزت افزائی میں کسی بزرگ کا کوئی کردار نہیں۔ اس لئے کہ عزت دینے والا اور ذلت دینے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔ ﴿تعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر إنک علی کل شئ قدیر﴾

ایک عظیم محقق عالم دین مولانا عزیز زبیدی کا سانحۂ ارتحال

ملک کی مشہور ومعروف شخصیت مسلک اہل حدیث کے مایہ ناز عالم دین اور عظیم محقق مولانا عزیز زبیدی طویل علالت کے بعد ۲۴ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ بمطابق ۲۷ مئی ۲۰۰۳ء بروز منگل چار بجے صبح داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ إنا للہ وإنا إلیہ راجعون۔

مرحوم کی ساری زندگی قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت میں بسر ہوئی۔ اسی وجہ سے وہ اہل علم میں